قدیم و غیر مطبوعہ تذکرہ صوفیہ کا اوّلین اردو ترجمہ

مراۃ الاسرار

زمانۂ تالیف ۱۰۴۵ھ تا ۱۰۶۵ھ

مؤلفہ

قدیم و غیر مطبوعہ تذکرۂ صوفیہ کا اوّلین اُردو ترجمہ

مراۃ الاسرار

زمانۂ تالیف ۱۰۴۵ھ تا ۱۰۶۵ھ

مؤلّفہ

حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی قدس سرّہٗ

۱۰۰۵ھ ——— ۱۰۹۴ھ
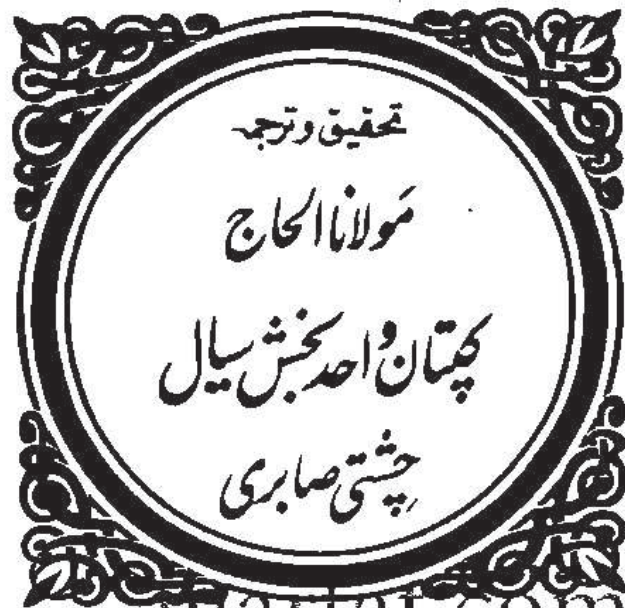
نام کتاب .... مرآۃ الاسرار

مترجم .... مولانا الحاج کپتان واحد بخش سیال چشتی

.... اللہ آباد ضلع رحیم یار خان۔ فون نمبر ۸۷

اشاعت .... محرم الحرام ۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۳ء

تعداد .... پانچ صد (۵۰۰)

طباعت .... حامد جمیل پرنٹرز ریٹی گن روڈ لاہور

ناشر .... ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

Rs 300

حسب ارشاد

حضرت شاہ شہید اللہ فریدی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۹۸ھ)

سعی و اہتمام

حضرت شاہ سراج علی مدظلہ

طبقہ : ۱۸

احوال خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ و شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم

شیخ محی الدین ابن عربی سے ذکر کیا آپ نے فرمایا وہ کلیات کا ذکر کر رہے ہوں گے ورنہ جزیات اس سے زیادہ ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دیوان کی شرح میں آپ لکھتے ہیں کہ جب منطقۃ البروج نصف النہار پر ہوتا ہے تو کرۂ آب کرۂ زمین کا احاطہ کرلیتا ہے اور کرۂ زمین پر کوئی جاندار باقی نہیں رہتا۔ اس کے بعد یہ خطاب ہوتا ہے۔ یاارضُ ابلعی ماءکِ ویا سماءُ اقلعی اور منطقہ البروج معدل النہار سے ہٹ جاتا ہے زمین ظاہر ہوجاتی ہے اور حق تعالےٰ اوضاع فلکیہ کی تاثیر کے مطابق خلق کو دوبارہ پیدا فرماتا ہے کما انشاءہم اول مرۃ قولہ تعالیٰ انھم فی لبسی من خلق جدید (جس طرح پہلی دفعہ پیدا کیا تھا ......)
حکمائے یونان کے قول کے مطابق یہ واقعہ اسّی ہزار سال (بیست چہار ہزار سال) کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ سال مذکور سے مراد سال الٰہی ہے یا سالِ زمانی۔ بہرکیف اس صورت میں اگر روزِ میثاق اور روزِ حشر کئی بار وقوع پذیر ہو تو قادرِ مطلق کی قدرت سے دور نہیں۔ اور جامع فضائل، ملا احمد رحمۃ اللہ علیہ تاریخ حکماء میں لکھتے ہیں کہ بعض حکماء بلکہ سب کے سب ابتدا و انتہائے آفرینش (یعنی کائنات کے پیدا ہونے اور فنا ہوجانے) کے منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کائنات ذات واجب الوجود ہے۔ اور ازل سے ابد تک رہے گی۔ ایک گروہ اگرچہ کائنات کو غیر حق کہتے ہیں اور حدوث عالم کے بھی قائل ہیں لیکن ابتدائے و انتہائے کائنات کا تعین نہیں کر سکتے۔

ایک لاکھ آدم علیہم السلام | حکمائے ہند وغیرہ اور فرنگی ابتدائے آفرینش کو ہزار ہزار سال پہلے قرار دیتے ہیں اُن کا نظریہ یہ ہے کہ کئی آدم گزرے ہیں ایک ہی نام سے۔ جب ایک کی نسل منقطع ہوجاتی ہے تو دوسری وجود میں آجاتی ہے اور اس اعتقاد کی تائید شیخ اکبرؒ کی کتاب فتوحات مکی کے تین سو اکتیسویں باب سے ہوتی ہے جس میں انہوں نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل کی

ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ مِائَۃَ اَلْفَ آدَمَ (یعنی اللہ تعالےٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے)۔ اسی باب میں شیخ اکبر ایک حکایت بیان کرتے ہیں کہ دوران طواف کعبہ عالم مثال میں ایسے مشاہدات میں نے دیکھے کہ ایک جماعت میرے ہمراہ طواف کر رہی ہے لیکن میں ان کو نہیں پہچانتا تھا اس اثنا میں انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم بھی چند سال پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے جیسا کہ اب تم کر رہے ہو۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ بات سنی تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ عالم مثال کے جسم ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی اُن میں سے ایک شخص نے میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ میں تمہارے آباؤ اجداد میں سے ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو اس دنیا سے رحلت کئے ہوئے کتنا عرصہ گزر چکا ہے انہوں نے فرمایا مجھے فوت ہوئے چالیس ہزار برس گزر چکے ہیں۔ میں نے حیران ہو کر کہا کہ آدم علیہ السلام کی وفات سے تو اب تک سات ہزار برس گزر چکے ہیں انہوں نے فرمایا تم کس آدم کا ذکر کر رہے ہو۔ یہ آدم تو گزشتہ سات ہزار سال کے شروع میں تھے۔ شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ یہ سن کر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آئی جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ابوالبشر (آدم) کی طرح ایک لاکھ آدم پیدا فرمائے ہیں۔ اس کے بعد شیخ اکبر لکھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ہر سات ہزار سال کے دورہ کے بعد ایک آدم کی اولاد منقطع ہو جاتی ہو اور دوسرے آدم کی اولاد وجود میں آجاتی ہو اور یہ سلسلہ حدوث عالم اور قیام قیامت تک جاری رہے کیونکہ تمام انبیا علیہم نے اسی طرح خبر دی ہے اور حق تعالےٰ سب آدم علیہم السلام کی نسلوں کو یکبارگی قیامت کے دن پھر پیدا فرمائے اور یہ بات قادر مطلق کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ واللہ اعلم۔ غرضیکہ جو کچھ بعض حکمائے محققین نے گزشتہ اور موجودہ زمانوں کے متعلق لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حکیم مطلق (حق تعالےٰ) جو تمام کائنات کا خالق و موجد ہے کی حکمت ازلی کا اقتضایہ ہوا کہ اجرامِ علوی (اجرام فلکی) اجرام سفلی (زمین کے اجسام) پر اثر انداز

ہوں بالخصوص سات ستارے کہ جن کی اہل دنیا و مافیہا پر تاثیر محقق و مسلّم ہے۔
حکماء کی اصطلاح میں اجرام علوی کو ابا اور عناصر اربعہ کو امہات کہتے ہیں اور علویات
وسفلیات کی تاثیر سے اور سفلیات کے باہمی امتزاج سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے
اُسے موالید ثلٰثہ کہتے ہیں یعنی نباتات وحیوانات کے معاون۔ کہتے ہیں کہ ان
سات سیارگان میں سے ہر ایک سیارہ کے اثرات کے ظہور کی مدت ایک ہزار
سال ہے۔ چونکہ حضرت ابوالبشر (آدمؑ) دورۂ زحل میں یعنی تیسرے زمانے
کے آخر میں وجود میں آئے ان کی عمر اور ان کے فرزندان کی عمر جو اس دور میں
متولد ہوتے زیادہ تھی۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال یا دوسری
روایت کے مطابق ۹۳۰ نوسو تیس سال تھی۔ اسی طرح اُن کے بیٹوں کی عمریں بھی
دراز تھیں۔ چونکہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور دورۂ قمر یعنی
چوتھے زمانے سے متعلق ہے جس میں عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان
ہوتی ہیں یا بعض کی سو سال تک بھی پہنچ جاتی ہیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگوں کی عمر ستر برس کے درمیان ہے
لہٰذا علمائے محققین کا یہ نظریہ ہے کہ جب سات ہزار سال تمام ہوتے ہیں
ایامِ الٰہی | تو ایام الٰہی کا ایک ہفتہ کہ جس کا ہر ایک دن ہزار سال کا ہوتا ہے پورا
ہو جائے گا۔ پس جاننا چاہیئے کہ ان کے نزدیک ایام الٰہی دو قسم کے ہوتے ہیں
صغار (چھوٹے) اور کبار (بڑے)۔ صغار کو ایام زمانی بھی کہتے ہیں اور کبار کو
ایام الٰہی۔ یوم صغیر کی مدت ایک ہزار سال ہوتی ہے چنانچہ آیۂ کریمہ وَاِنَّ یَوۡمًا
عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ (یعنی حق تعالیٰ کے نزدیک دن ہزار سال کا ہے)
اور یوم کبیر جو ایام الٰہی میں سے ہے پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ آیۂ کریمہ
یعرج الملائکۃ والروح اللہ فی یوم کان مقدارہٗ خمسین الف سنۃ (یعنی ملائکہ اور روح
اللہ کی جانب جاتے ہیں ایک دن میں کہ جس کی مدت پچاس ہزار سال ہے) اسی
حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب فتوحات مکی لکھتے ہیں
کہ آخرت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے اور عالم مثال کا ایک

دن اس دنیا کے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

حکمائے ہند کا نظریہ یہ ہے کہ افلاک وعناصر کی تخلیق کے بعد پہلی مخلوق جو وجود میں آئی برہما تھا۔ جب حق تعالیٰ نے کرۂ زمین کو کرۂ آب پر ظاہر فرمایا تو زمین پانی کے درمیان گلِ نیلوفر کی طرح نمودار ہوئی پس بعض افلاک وعناصر نے زمین میں سے برہما کو باہر نکالا جو حق تعالیٰ کی حمد وثنا میں مشغول ہو گئے۔ برہما کی عمر طبعی اُس جہان کے سو سال کے برابر ہے اور تمام مخلوقات کے ایجاد کا سبب وہی ہیں۔ اپنی عمر میں زمین کئی ہزار بار پانی میں غرق ہو جاتی ہے اور جہان معدوم ہو جاتا ہے۔ فرمانِ الٰہی سے از سرِ نو پیدا ہوتی ہے تمام حکمائے ہند اسبات پر متفق ہیں کہ جس طرح دن، ہفتے، ماہ اور سال کا چکر چل رہا ہے اور ایک دوسرے کے پیچھے آتے ہیں اسی طرح چاروں زمانے جنہیں چار جگ کہتے ہیں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چکر لگاتے رہتے ہیں اور ہرگز معطل نہیں ہوتے۔ اور ہر زمانے (جگ) کی مدت اُس جہان کے سال کے مطابق بارہ ہزار سال ہے اور اس دنیا کے سال کی رُو سے تینتالیس[۴۳] لاکھ بیس ہزار سال ہے۔ لہٰذا زمانۂ اوّل کہ جسے ست جگ کے نام سے پکارا جاتا ہے اس کی مدت سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال ہے یعنی سال دنیا ہے۔ اور اُس زمانے کے لوگوں کی عمر ایک لاکھ سال تھی۔ دوسرے زمانے کی مدت جسے ترینہا جگ کہتے ہیں دنیا کے سال کے مطابق بارہ لاکھ چھیانوے سال ہے۔ اس زمانے کے لوگوں کی عمر دس ہزار سال تھی۔ تیسرے زمانے کو دواپر جگ کہتے ہیں اس کی مدت دنیا کے آٹھ لاکھ چونسٹھ ہزار سال ہے اس زمانے کے لوگوں کی عمر ایک ہزار سال تھی۔ چوتھے زمانے کی مدت کہ جسے کل جگ کہتے ہیں چار لاکھ بتیس ہزار سال دنیا ہے اُس زمانے کے لوگوں کی عمر ایک سو سال ہے۔ ان چار جگوں کو چوکری یا چار زمانہ یا چار دورہ کہتے ہیں برہما کے ایک دن کی مدت ایک ہزار چوکری جگ ہے اور اسی طرح برہما کی راتیں ہیں جب

برہما کا وہ دن جس کی مدت ایک ہزار چوکری جگ ختم ہوتا ہے تو ساری زمین پانی میں غرق ہو جاتی ہے اسے پرلو کہتے ہیں اور برہما عالم مثال میں جاکر نیند میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ پس جس قدر مدت کہ اس کے دن کی ہوتی اتنی مدت تک وہ خواب میں مصروف رہتے ہیں، جب اس کی صبح ہوتی ہے تو پانی خشک ہو جاتا ہے برہما خواب سے بیدار ہو کر مخلوقات کی پیدائش کا آغاز کرتے ہیں۔ اسی طرح تین سو ساٹھ شبانہ روز گزرنے کے بعد ان کی عمر کا ایک سال ختم ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے ایک سو سال برہما کی عمر ہے۔ جب برہما ایک سو سال کے ہو جاتے ہیں تو مر جاتے ہیں اس کے بعد دنیا اور مافیہا کا نام ونشان نہیں رہتا۔ اس کو مہا پرلو کہتے ہیں۔ پس حق تعالےٰ کمال قدرت وحکمت سے دوسرے برہما پیدا کرتا ہے اور ساری مخلوق پہلے کی طرح وجود میں آجاتی ہے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اس طرح کے ایک ہزار برہما پیدا ہو چکے ہیں۔ ان برہما کی عمر پچاس سال اور نصف دن ہو چکی ہے۔ اس بارے میں حکمائے ہند نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں جن کا خلاصہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اور بعض حکماء بلا تعصب اپنی آسمانی کتاب بید (وید) سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جب دوائر سے تین ہزار سال باقی رہ جاتے ہیں تو قادر مطلق نے کرۂ خاکی سے عناصر کی ترکیب کے ساتھ نور ماہتاب کے فیض سے دبجانام یعنی آدم صفی علیہ السلام پیدا کرتے ہیں جو نہایت خداشناس، جامع علوم، صاحب جمال، خوش قامت، عاقل اور غیور ہوتے ہیں اور ان کی زوجہ ان کی بائیں ران سے نکلتی ہے اور اس سے لاتعداد اولاد پیدا ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ زمانۂ کل جگ تک ساری زمین پُر ہو جاتی ہے ہر زمانے میں اولاد آدم میں سے بعض مخصوص بندے قرب الٰہی سے سرفراز ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کو ہدایت کرتے ہیں اور جنات کی قوم کو اللہ کی دی ہوئی قوت سے مطیع کرتے ہیں۔ بعض مرتبۂ سلطنت اور ریاست پر فائز ہوتے ہیں